قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 23 فروری 2021ء | 10 رجب 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:46

فرمانِ رسول ﷺ

تین چیزیں تمام برائیوں کی جڑ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے بچو اور ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور رلالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا۔ اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔

(الترغیب والترھیب باب الکاف باب فی الترھیب من الکبر حدیث نمبر 2360)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

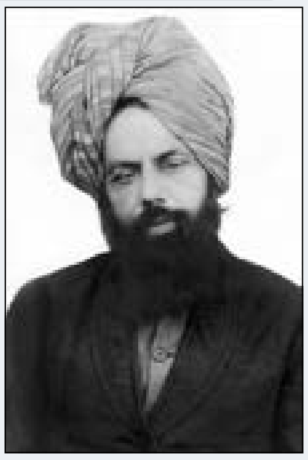

تکبّر شیطان بنا دیتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک بن جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ نہ علم کے لحاظ سے، نہ دولت کے لحاظ سے، نہ وجاہت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہوسکتا۔ اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا کہ ’’اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ‘‘۔ (الاعراف:13) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور مردود ہوگیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا‘‘۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 275-276 ایڈیشن 1984ء)

اسی مضمون کو آپ اپنی کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں یوں بیان فرماتے ہیں:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہانوں میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا ہے مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 598)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۱۳﴾

(سورۃ الاعراف: 12-13)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں صورتوں میں ڈھالا پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا ان سب نے سجدہ کیا۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ بنا۔ اس نے کہا تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ کرے جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے تو آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے گیلی مٹی سے پیدا کیا۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

عاجزی اور انکساری ایک ایسا خلق ہے جب کسی انسان میں پیدا ہو جائے تو اس کے ماحول میں اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں باوجود مذہبی اختلاف کے جس شخص میں یہ خلق ہو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس خُلق کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اس سے تعلق رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے چنانچہ دیکھ لیں باوجود خاتم الانبیاء ہونے کے آپ اپنے ماننے والوں کو یہی فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو اور اس یہودی کو بھی پتہ تھا کہ باوجود اس کے کہ میں یہودی ہوں اور جھگڑا میرا مسلمان سے ہے اور پھر معاملہ بھی آپ ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اپنے اس جھگڑے کا معاملہ آپ ﷺ کے پاس ہی لاتا ہے، آپ کی خدمت میں ہی پیش کرتا ہے۔ کیونکہ مذہبی اختلاف کے باوجود اس کو یہ یقین تھا اور وہ اس یقین پر قائم تھا کہ یہ عاجز انسان ﷺ کبھی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور اس یہودی کو یہ بھی یقین تھا کہ میرا دل رکھنے کے لئے اپنے مرید کو یہی کہیں گے کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ یہ یقین اس لئے قائم تھا کہ آپ کی زندگی جو زندگی اس یہودی کے سامنے تھی اس سے یہی ثابت ہوتا تھا اور آپ کا یہ حسنِ خلق اس کو پتہ تھا اور یہ حسنِ خلق آپ میں اس لئے تھا کہ وہ شرعی کتاب جو آپ پر اتری یعنی قرآن کریم اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو میں نے آیت پڑھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام یعنی جھگڑے کو بڑھاتے نہیں بلکہ وہیں معاملہ نپٹا کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی جھگڑا کرنے کی کوشش بھی کرے تو اس کو آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ جاہلوں کی طرح ذرا ذرا سی بات پر سالوں جنگیں لڑنے کی ان کو عادت نہیں ہے۔ تو یہ ہے وہ حسنِ خلق جو آنحضرت ﷺ میں تھا اور جو آپ اپنی امت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

(خطبہ جمعہ 2/ جنوری 2004ء)

اس شمارہ میں

- مئے عِشق خدا میں سخت مخمور رہتا ہوں (منظوم)
- فاتحہ خوانی اور قُل اور چہلم اور ختم قرآن کی رسوم
- لائبیریا میں نصرت جہاں (آگے بڑھو) سکیم کے تحت خدمت کی توفیق پانے والے مرحومین کا ذکر خیر
- Skyscrapers فلک بوس عمارتیں

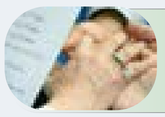

دربارِ خلافت

میرے آقائے دو جہانؐ کا مقام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و مرتبے کی ہر آن اس طرح حفاظت فرما رہا ہے کہ جس تک دنیا والوں کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

آج کل پریس اور دوسرا الیکٹرونک میڈیا، انٹرنیٹ وغیرہ جو ہے، اس پر مسلم اور غیر مسلم دنیا میں ایک موضوع بڑی شدت سے موضوعِ بحث بنا ہوا ہے اور یہ ہے ناموسِ رسالت کی پاسداری یا توہینِ رسالت کا قانون۔ ایک سچے مسلمان کے لئے جو حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اس کے لئے سخت بے چینی کا باعث ہے کہ کسی بھی رسول کی، کسی بھی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی اہانت کی جائے اور اس کی ناموس پر کوئی حملہ کیا جائے۔ اور جب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا سوال ہو جنہیں خدا تعالیٰ نے افضل الرسل فرمایا ہے تو ایک حقیقی مسلمان بے چین ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی گردن تو کٹوا سکتا ہے، اپنے بچوں کو اپنے سامنے قتل ہوتے ہوئے تو دیکھ سکتا ہے، اپنے مال کو لٹتے ہوئے دیکھ سکتا ہے لیکن اپنے آقا و مولیٰ کی توہین تو ایک طرف، کوئی ہلکا سا ایسا لفظ بھی نہیں سن سکتا جس میں سے کسی قسم کی بے ادبی کا ہلکا سا بھی شائبہ ہو۔

بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا مسلم دنیا میں، خاص طور پر پاکستان میں بعض حالات کی وجہ سے یہ موضوع بڑا نازک موڑ اختیار کر گیا ہے اور اس وجہ سے دنیا کی نظریں آج کل پاکستان پر گڑی ہوئی ہیں۔ علاوہ اور بہت ساری وجوہات کے یہ ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ اور مغربی ممالک کے بعض سربراہان بھی اور پوپ بھی اس حوالے سے پاکستان کی حکومت سے مطالبات کر رہے ہیں۔ آج کل یہ مغربی یا ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک پریس میں مسلمانوں کو اور اسلام کو ایک بھیانک، شدت پسند، عدمِ برداشت سے پُر گروہ اور مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں اور دنیا میں پاکستان، افغانستان یا بعض اور مسلم ممالک کی مثالیں اس حوالے سے بہت زیادہ دی جانے لگی ہیں۔ بہر حال مَیں اس وقت اس بحث میں نہیں پڑ رہا کہ ناموسِ رسالت کے قانون کی مسلمانوں کے نزدیک کتنی اہمیت ہے؟ اور اس کی کیا قانونی شکل ہونی چاہئے؟ یا اس حوالے سے غیر مسلم دنیا کیا فوائد حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے؟ اور بعض حالات میں مسلمانوں کے جذبات سے کھیل رہی ہے۔

مَیں تو آج صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہلکی سی بھی کوشش کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کہ اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَہۡزِءِیۡنَ (الحجر:96) یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں، کی گرفت میں آجائے گا اور اپنی دنیا و آخرت برباد کر لے گا۔ میرے آقائے دو جہانؐ کا مقام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و مرتبے کی ہر آن اس طرح حفاظت فرما رہا ہے کہ جس تک دنیا والوں کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔ آپؐ کے مقام، آپؐ کے مرتبے، آپؐ کی عزت کو ہر لحہ بلند تر کرتے چلے جانے کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یوں فرمایا ہے۔ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ (الاحزاب: 57) کہ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ پس یہ ہے وہ مقام جو صرف اور صرف آپؐ کو ملا ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہیں ہوئے۔ اور اس مقام کو اس زمانے میں سب سے زیادہ آنحضرتؐ کے عاشقِ صادق نے سمجھا ہے اور ہمیں بتایا ہے۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپ نے ہر قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و

بقیہ صفحہ 4 پر

مَئے عِشقِ خدا میں سخت مخمور رہتا ہوں

مَئے عِشقِ خدا میں سخت مخمور رہتا ہوں
یہ ایسا نشّہ ہے جس میں کہ ہر دم چُور رہتا ہُوں

وُہ ہے مجھ میں نہاں غیروں سے پردہ ہے اسے لازم
تبھی تو چشمِ بدبیناں سے میں مستور رہتا ہُوں

قیامت ہے کہ وصلِ یار میں بھی رنجِ فرقت ہے
میں اِس کے پاس رہ کر بھی ہمیشہ دُور رہتا ہوں

لیا کیوں ورثۂ پدری وفاداری نہ کیوں چھوڑی
نگاہِ دوستاں میں مَیں تبھی مقہور رہتا ہُوں

مجھے اس کی نہیں پروا کوئی ناراض ہو بیشک
میں غدّاری کی سرحد سے بہت ہی دُور رہتا ہُوں

مجھے فکرِ معاش و پوشش و خور کا الَم کیوں ہو
میں عشقِ حضرتِ یزداں میں جب مخمور رہتا ہُوں

تڑپ ہے دین کی مجھ کو اُسے دُنیا کی لالچ ہے
مخالف پر ہمیشہ مَیں تبھی منصور رہتا ہُوں

اُسے ہے قوم کا غم اور مَیں دنیا سے بچتا ہُوں
میں اب اس دل کے ہاتھوں سے بہت مجبور رہتا ہُوں

(اخبار بدر جلد 8۔ 08/جولائی 1909ء)

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

فاتحہ خوانی اور قُل اور چہلم اور ختم قرآن کی رسوم

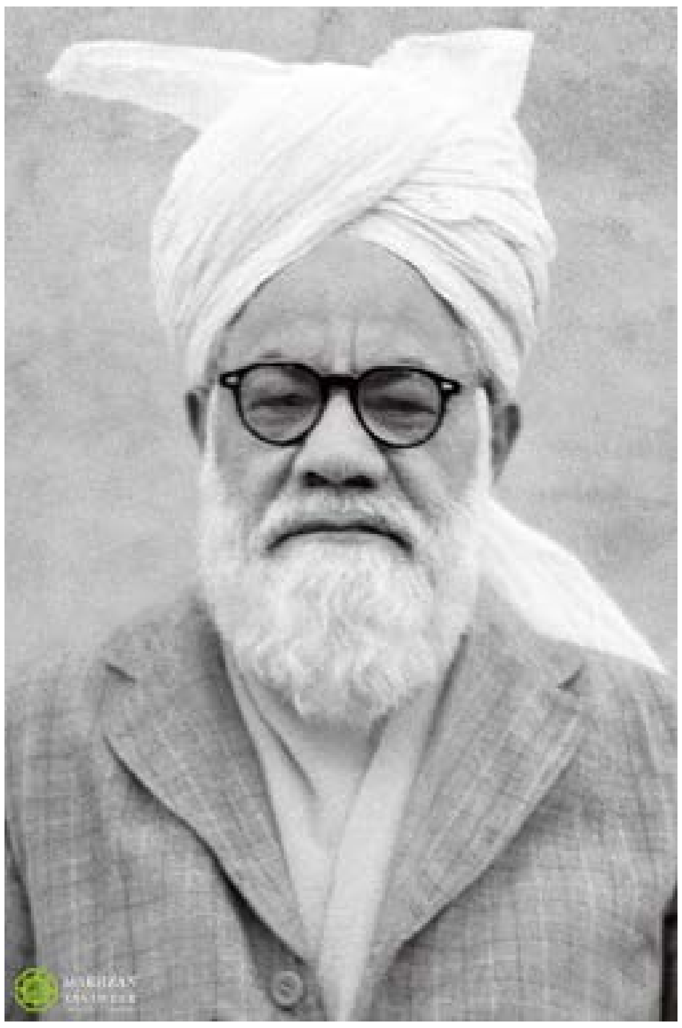

کچھ عرصہ سے بلکہ غالباً چند صدیوں سے مسلمانوں میں بعض غیر مسنون رسوم راہ پا گئی ہیں جنہیں عام مسلمان اور خصوصاً اہل سنت و الجماعت سے تعلق رکھنے والے مسلمان اپنے بزرگوں اور عزیزوں اور دوستوں کی موت فوت کے مواقع پر ایسے رنگ میں اور اس پابندی کے ساتھ اختیار کرتے ہیں کہ گویا وہ اسلامی تعلیم اور رسول پاک ﷺ کی سنت کا حصہ ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور حدیثِ رسولِ مقبول اور سنتِ خلفائے راشدین بلکہ بعد کے جلیل القدر ائمہ کے مبارک اسوہ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ ان رسوم میں خصوصیت کے ساتھ مرنے والوں پر فاتحہ خوانی اور قُل اور چہلم اور حلقہ باندھ کر ختم قرآن کی رسوم خاص طور پر بڑے اہتمام کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں اور انہیں نہ صرف موجبِ ثواب بلکہ ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اور مجھے بعض خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ شاذ کے طور پر بعض ایسے کمزور اور ناواقف احمدی بھی (خصوصاً مستورات) جنہیں روحانیت اور علمِ دین کے لحاظ سے گویا بادیہ نشین کہنا چاہئے کبھی کبھی ماحول کے اثر کے ماتحت ایسی غیر مسنون رسوم میں مبتلا ہونے کی طرف جھک جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض میں سے ایک اہم غرض حضور کے الہاموں میں یہ بیان کی گئی ہے کہ:

یُحیِ الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ

یعنی مسیح موعود اسلام کے مٹتے ہوئے نقوش کو دوبارہ زندہ کرے گا اور شریعت کو اپنی اصل صورت میں نئے سرے سے قائم کرے گا۔

پس احمدی بھائیوں اور بہنوں کو اس قسم کی تمام غیر مسنون رسوم سے قطعی پرہیز کرنا چاہئے ورنہ ہم پر نعوذ باللہ وہ مثل صادق آئے گی کہ ”چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔“

گو میں اس قسم کی غیر اسلامی رسوم میں کبھی شامل نہیں ہوا (اور میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری نسل بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری نسل کو بھی ایسی غیر مسنون رسوم سے بچا کر رکھے اور ہمیشہ حقیقی اور پاک اوصاف اسلام پر قائم رکھے) مگر جو کچھ دوسروں سے ان رسوم کے متعلق سننے میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ فاتحہ خوانی کی رسم تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کے جنازہ اور تدفین وغیرہ کے بعد اس کے عزیز و اقارب اور دوست و آشنا اور دور و نزدیک کے ملاقاتی مرنے والے کے مقام پر ہمدردی کے خیال سے وقتاً فوقتاً جاتے ہیں اور ہاتھ اٹھا کر ایک آدھ منٹ ہی میں ہاتھ نیچے کر کے یہ رسم ختم کر دیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی جاتی ہے جسے فاتحہ خوانی کا نام دیا جاتا ہے۔ یا کسی فوت شدہ عزیز یا بزرگ یا قومی لیڈر یا مذہبی رہنما کی قبر پر جا کر اس قسم کی رسمی فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ لیکن سارے قرآن کو دیکھ جاؤ اور ساری حدیثوں کو چھان مارو اور عہدِ نبوی اور زمانہ خلافتِ راشدہ کی ساری تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھ لو اس قسم کی فاتحہ خوانی کا کوئی ثبوت بلکہ شائبہ تک نہیں ملتا۔ بے شک مرنے والوں کے لئے مغفرت اور درجات کی بلندی کی دعا کرنا مسنون ہے خواہ یہ دعا گھر پر کی جائے یا قبر پر جا کر کی جائے لیکن سورۃ فاتحہ میں تو اپنے لئے دعا ہوتی ہے نہ کہ مرنے والے کے لئے۔ اور پھر اسے اس قسم کی بے جان رسم کا رنگ دینا تو سراسر بدعت ہے جس کی ہماری شریعت میں کوئی سند نہیں ملتی۔ کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ جنازہ کی نماز میں بھی تو سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے لیکن اول تو وہ ایک باقاعدہ مسنون نماز کا حصہ ہے دوسرے اس میں یہ سبق دینا مقصود ہے کہ خدایا! ہم اس صدمہ میں بھی تیرے شکر گزار رہتے ہوئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہیں اور اپنے نیک انجام کے لئے تجھ سے دعا کرتے ہیں۔ اس لئے جہاں سورۃ فاتحہ کی تلاوت نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد رکھی گئی ہے وہاں مرنے والے کے لئے دعا نماز جنازہ کی تیسری تکبیر کے بعد آتی ہے۔ فاتحہ خوانی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسمی فاتحہ خوانی درست نہیں یہ بدعت ہے۔ آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں کہ اس طرح صف بچھا کر بیٹھتے اور فاتحہ خوانی کرتے تھے۔

(اخبار بدر 16 مارچ 1960ء)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریمؐ، صحابہ کرام یا ائمہ عظام میں سے کسی نے یوں کیا؟ جب نہیں تو پھر کیا ضرورت ہے خوامخواہ بدعات کا دروازہ کھولنے کی؟ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اس رسم کی کچھ ضرورت نہیں۔ جو لوگ جنازہ میں شامل نہ ہو سکیں وہ اپنے طور پر دعا کریں یا جنازہ غائب پڑھیں۔“

(اخبار بدر 9 مئی 1960ء)

موت فوت کے متعلق دوسری عام رسم قُل کی ہے۔ مگر یہ بھی ایک سراسر بدعت ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء راشدین یا صحابہ کرامؓ یا ابتدائی اولیاء وصلحاء عظام کے زمانہ میں قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ بلکہ یہ رسم یقیناً ایک بدعت ہے جو بعد میں مُلّاں لوگوں نے اپنے فائدہ کے لئے ایجاد کر لی ہے۔ اس کی تائید میں کوئی قرآنی آیت یا کوئی حدیث یا کسی صحابی یا کسی مستند مسلّمہ امام کا قول نہیں ملتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قل خوانی (جو مرنے والے کی وفات کے بعد تیسرے دن کی جاتی ہے) کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے .... ہمیں تعجب ہے کہ یہ لوگ ایسی باتوں پر امید کیسے باندھ لیتے ہیں۔ دین تو ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے اس میں ان باتوں کا نام تک نہیں۔ صحابہ کرام بھی فوت ہوئے کیا کسی کے قُل پڑھے گئے؟ صدہا سال کے بعد اور بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہوئی ہے۔“

(ملفوظات جلد3 صفحہ 605)

الغرض قُل کی رسم جو آج کل اتنی عام ہے کہ غیر از جماعت لوگوں میں مرنے والے کی وفات کے بعد اس کے وارثوں کی طرف سے لازماً مجلس قُل کا اعلان ہو جاتا ہے۔ یقیناً یہ ایک بدعت سے زیادہ نہیں جس کی کوئی سند اسلامی شریعت میں نہیں ملتی۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کو اس سے قطعی پرہیز کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ اس سیدھے اور سادے اور پیارے مسلک کو کھو بیٹھیں گے جو ہمیں رسول پاکؐ کے لائے ہوئے اسلام نے سکھایا ہے۔

تیسری رسم چہلم کی ہے۔ جس میں کسی عزیز یا دوست یا بزرگ کی وفات کے چالیسویں دن مجلس جمائی جاتی ہے اور کھانا پکا کر مرنے والے کے نام پر لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس رسم کی بھی قرآن و حدیث اور صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام کے اقوال میں کوئی سند نہیں ملتی۔ محض ایک رسم ہے جو اسلام کے سادہ اور دلکش چہرہ کو بگاڑ کر قائم کر لی گئی ہے جس سے مرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ مرنے والے کو صرف ان نیک اعمال کا اجر پہنچتا ہے جو اس نے اپنی زندگی میں خود کئے ہوتے ہیں یا ایسے اعمال کا ثواب پہنچتا ہے جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا یا کم از کم ان کے کرنے کی نیت اور خواہش رکھتا تھا۔ مگر اپنی وفات کی وجہ سے ان کے جاری رکھنے یا انہیں بجا لانے سے

معذور ہوگیا۔ اس صورت میں اگرمرنے والے کی طرف سے اس کا کوئی عزیز یا دوست یا وارث یہ عمل بجالائے اور نیت یہ رکھے کہ اس کا ثواب مرنے والے کو پہنچے تو آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ایسے عمل کا ثواب مرنے والے کو پہنچ جاتا ہے۔ مگرشرط بہر حال یہی ہے کہ مرنے والا خود بھی اس عمل کی نیت یا خواہش رکھتا ہو۔ یا اسے اپنی زندگی میں بجالایا کرتا ہو۔ ورنہ ایسا ہرگز نہیں کہ کسی بے دین اور بدعمل شخص کی وفات کے بعد اس کی طرف سے نیک عمل بجالا کر یہ امید رکھی جائے کہ اسے اس کا ثواب پہنچ جائے گا۔ یہ ایک امید خام ہے جس کی شریعت میں کوئی سند نہیں۔ حدیث میں صاف آتا ہے کہ موت کے ساتھ مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور صرف ایسی نیت کا اثر چلتا ہے جس سے کوئی نیک انسان مجبوری کی صورت میں محروم ہوگیا ہو۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام چہلم کی رسم کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ’’یہ رسم (نبی کریمؐ اور صحابہ کرام کی) سنت سے باہر ہے‘‘

(بدر 14 فروری 1907ء)

یہی اصول نیاز والی رسم پر چسپاں ہوتا ہے جس کی کوئی سند آنحضرت ﷺ یا خلفاء راشدین یا صحابہ کرامؓ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء کے زمانہ میں نہیں ملتی۔ البتہ کبھی کبھی کسی ایسے بزرگ کی طرف سے کھانا پکا کر ہمسایوں اور غرباء کو کھلانا جو خود اپنی زندگی میں غرباء کی امداد پر عامل رہا ہو جائز ہے۔ بشرطیکہ اسے رسم کا رنگ نہ دیا جائے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر کیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں لازماً آہستہ آہستہ رسم کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے جسے اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا ہے۔ موجودہ مسلمانوں کی عملی حالت کو انہیں رسوم نے تباہ کیا ہے اور ایک سادہ اور پاک مذہب کی صورت بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر حضرت سرورِ کائنات خاتم النبیین ﷺ (فداہ نفسی) زندہ ہوکر اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں تو آپ نہ تو موجودہ مسلمانوں کے اسلام کو اپنے لائے ہوئے دین کی صورت میں پہچان سکیں گے اور نہ ہی موجودہ زمانہ کے عام مسلمانوں کو اپنی امت کے افراد یقین کرسکیں گے۔ افسوس صد افسوس کہ بدعتوں کے بے پناہ داغوں نے اسلام کی پیاری صورت کو کس طرح بگاڑ رکھا ہے۔!!!

چوتھی رسم ختم قرآن کی ہے۔ اس جگہ قرآن خوانی سے گھروں میں یا نماز کے اوقات میں یا مسجدوں میں کلام پاک کی تلاوت مراد نہیں۔ وہ تو سراسر رحمت ہے۔ بلکہ حقیقتاً مومن کی روح کے اطمینان کی کنجی ہے۔ بلکہ میری مراد اس جگہ ختمِ قرآن سے وہ رسمی قرآن خوانی ہے جو کسی فوت ہونے والے کے ثواب کی خاطر حلقہ باندھ کر مکانوں میں یا قبروں پر کی جاتی ہے۔ اس قسم کی رسمی تلاوت کی قرآن وحدیث یا صحابہ کرام کے اقوال و افعال میں قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ یہ باتیں یقیناً بعد کی ایجاد کی ہوئی بدعتیں ہیں جو لوگوں نے زمانہ نبوی سے دوری کے نتیجہ میں از خود اختراع کر لی ہیں۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود بانئ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

’’مُردہ پر قرآن ختم کرانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ صرف دعا اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے‘‘

(بدر 16 مارچ 1904ء)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف جس طرز سے حلقہ باندھ کر پڑھتے ہیں یہ سنت سے ثابت نہیں۔ ملّاں لوگوں نے اپنی آمد کے لئے یہ رسمیں جاری کی ہیں۔‘‘

(الحکم 10 نومبر 1907ء)

الغرض یہ اور اسی قسم کی دوسری باتیں جن کا کوئی ثبوت قرآن مجید یا حدیث یا صحابہ کرام کے اقوال و افعال میں نہیں ملتا اور نہ ہی کسی مامور مجدد کے طریق میں نظر آتا ہے۔ یہ سب خلافِ سنت رسوم اور فیج اعوج کے زمانہ کی بدعتیں ہیں جن سے جماعت احمدیہ کے افراد کو کلیتہً بچ کر رہنا چاہئے۔ ایسی باتوں میں پڑنے سے انسان آہستہ آہستہ دین کے مرکزی نقطہ سے اکھڑ جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جہاں آخری زمانہ میں اپنی امت کے فساد کا ذکر فرمایا ہے وہاں صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ میری امت بہت سے فرقوں میں بٹ جائے گی اور جب صحابہ نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ اس وقت حق پر کون ہو گا تو آپ نے فرمایا کہ:

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ

یعنی حق پر وہ لوگ ہوں گے جو میری اور میرے صحابہ کی سنت اور مسلک پر قائم ہوں گے

پس جماعت احمدیہ کو اس مبارک مسلک پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا چاہئے اور اس سے سرِ مُوانحراف نہیں کرنا چاہئے۔ اور خدا کے فضل سے ایسا ہی ہے۔ والشاذ کالمعدوم۔ دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام بڑا پیارا اور عمل کے غرض سے بڑا سادہ مذہب ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:18)

یعنی ہم نے قرآنی تعلیم کو عمل کرنے کی غرض سے بہت آسان صورت دی ہے تو کیا اب بھی اے انسان! تو اس سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں؟

اسلام یعنی حقیقی اسلام کا خلاصہ یہ ہے (اور یہی وہ کھونٹا ہے جس کے ساتھ وابستہ رہ کر انسان یقینی طور پر نجات پا سکتا ہے) کہ انسان سب سے اول نمبر پر قرآن کو سامنے رکھے اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو اور پھر تفصیل کے لئے سنت اور صحیح احادیث سے راہنمائی حاصل کرے۔ (جس کی تشریح کے لئے حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ بھی بڑی قابل قدر چیز ہیں) اور اس زمانہ کے مسائل یا گزشتہ اختلافات کی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو مشعلِ راہ بنائے۔ جنہیں سرورِ کائنات فخرِ موجودات سیدِ ولد آدم ﷺ نے امت مسلمہ کے لئے حکم وعدل قرار دیا ہے۔ اس محفوظ قلعہ سے باہر جانے والے انسان کے لئے بالعموم ان معاملات میں اندھیرے میں بھٹکنے اور خلافِ شرع رسوم میں الجھنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

میں آج کل بیمار ہوں ان مسائل پر سیر کن بحث زیادہ تفصیل چاہتی ہے۔ اس لئے مجبوراً صرف اسی مختصر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔ جماعت کے مقامی امراء اور ضلع وار امراء کو چاہئے کہ اپنے اپنے حلقہ میں اس بات کی کڑی نگرانی رکھیں کہ کوئی احمدی مرد یا احمدی عورت خلافِ سنت رسوم میں پڑ کر احمدیت کے منور چہرے کو داغ دار کرنے کا رستہ اختیار نہ کرے اور مَا أَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ کی حقیقت پر قائم رہے بلکہ نرمی اور محبت اور ہمدردی کے رنگ میں غیر از جماعت اصحاب کو بھی ان خلافِ اسلام رسوم کی دلدل سے باہر نکالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر وہ مان لیں تو ان کے لئے یقینا بہتر ہے۔ ورنہ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

(محررہ 2مئی 1960ء)

(روزنامہ الفضل 2 مئی 1960ء)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: 57)۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر‘‘۔

فرمایا کہ: ’’اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تحدید سے بیروں تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 24-23 مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 21/ جنوری 2011ء)

از ابن منور

لائبیریا میں نصرت جہاں (آگے بڑھو) سکیم کے تحت خدمت کی توفیق پانے والے مرحومین کا ذکر خیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء میں جن ممالک کا دورہ فرمایا ان خوش نصیب ممالک میں لائبیریا بھی شامل تھا۔ دورہ کے بعد افریقہ کے لئے طبی اور تعلیمی میدان میں جو سرعت پیدا ہوئی اور ترقی کی راہیں کھلیں ان سے فائدہ اور برکت پانے والے ممالک میں لائبیریا بھی شامل ہے۔

نصرت جہاں سکیم کے بعد اب تک لائبیریا میں 4 طبی ادارے اور 4 تعلیمی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ ان ادارہ جات میں خدمت کی توفیق پانے والے جو واقفین وفات پا چکے ہیں ان کے ذکر خیر اور درجات کی بلندی کی درخواست کی غرض سے ان کا اس مضمون میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

مکرم سردار رفیق احمد صاحب

آپ مکرم سردار ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے ہاں 20فروری 1939ء کو کینیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کینیا سے حاصل کی۔ آپ نے 1960ء میں Teachers Training Certificate نیروبی سے حاصل کیا۔ 1961ء تا 1967ء گورنمنٹ سکول نیروبی میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی اور بی اے 1970ء میں پرائیوٹ طور پر کیا۔ آپ نے 1971ء میں سینٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے بی ایڈ کا امتحان پاس کیا نیز 1972ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایم اے عربی کیا۔

1973ء میں آپ مجلس نصرت جہاں کے تحت وقف کر کے لائبیریا گئے۔ آپ نے لمبا عرصہ پرنسپل نصرت جہاں احمدیہ ہائی سکول سانوئے، لائبیریا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ طالبعلموں کو حساب، جغرافیہ، سائنس، عربی اور آرٹ کے مضامین کے ساتھ ساتھ دینی وتربیتی تعلیم سے بھی روشناس کرواتے۔ لائبیریا میں بہت ہی نامساعد حالات کے باوجود بہت تگ ودو سے پرنسپل کوارٹر تعمیر کروایا جس کا افتتاح مکرم سردار ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے دعا کے ساتھ کیا۔

ایک لائبیرین امام الصلوۃ سانوئے تشریف لائے اور آپکو وفات مسیح، صداقت مسیح موعودؑ اور معراج النبی ﷺ پر چیلنج دیا۔ تاریخ 21 ستمبر 1979ء مقرر ہوئی منرویا سے مکرم مشنری انچارج صاحب مع وفد تشریف لائے مگر چیلنج دینے والا مقابلے کے لئے میدان سے غیر حاضر رہا۔

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ نے مورخہ 20اکتوبر 1979ء کو سانوئے سے تقریباً 3 میل کے فاصلہ پر واقع ایک گاؤں میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس مبارک موقع پر سات بیعتیں بھی ہوئیں۔

براعظم افریقہ میں بہت سی مشکلات کے باوجود مرکز سے وہاں بھجوائے گئے واقفین ہر طرح کی قربانی کرتے ہوئے خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ دوسری طرف ایسے لوگ جو راہ کی مشکلات برداشت نہیں کرسکتے وہ بمشکل وہاں قدم جما پاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال آپ کے اس خط سے ظاہر ہوتی ہے جو آپ نے 31 مئی 1977ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت اقدس میں لکھا۔

آپ لکھتے ہیں:

''اس ماہ ایک غیر احمدی پاکستانی بھائی جو لائبیریا ملازمت کی غرض سے تشریف لائے تھے، سانوئے مولوی صاحب کے ساتھ تشریف لائے اور ہمارے کام کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ یہ پاکستانی بھائی سانگلہ ہل کے رہنے والے ہیں اور چند ہفتے لائبیریا قیام کے بعد پاکستان اس لئے چلے گئے کہ یہاں انکولسی، پکوڑے، گندلوں کا ساگ، چوسنے والے آم اور دیگر پاکستانی خوراک وآب وہوا اور ماحول وغیرہ نہیں ملتے۔ جبکہ ہم پاکستان کی ہر چیز بھول چکے ہیں سوائے اس کے کہ ایمان کی تازگی، خلیفۃ المسیح کا پیار اور دسمبر کا مہینہ یاد آتا ہے۔''

ہم اور وہ کتنے مختلف ہیں فرق صاف ظاہر ہے۔

مکرم ڈاکٹر احمد خان صاحب

ڈاکٹر صاحب موصوف محمد خان صاحب کے ہاں 14 جنوری 1960ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق گوٹھ غلام محمد میر پور خاص سندھ سے تھا۔ 1976ء میں آپ نے BISE حیدر آباد سے میٹرک اور پھر 1978ء میں F.Sc کا امتحان پاس کیا۔ اسی طرح لیاقت میڈیکل کالج حیدر آباد سندھ (LMUHS) جامشورہ سے 1987ء میں ایم بی بی ایس کیا اور 1986ء تا 1987ء لیاقت میڈیکل یونیورسٹی اینڈ ہسپتال میں ہی ہاؤس جاب مکمل کیا۔

آپ نے 27 سال محکمہ صحت میں مختلف حیثیتوں میں کام کیا۔ تعلقہ ہسپتال میر پور خاص میں 1987ء تا 1995ء بطور میڈیکل آفیسر، 1995ء تا 2003ء سینیئر میڈیکل آفیسر اور پھر 2003ء تا مئی 2013ء دس سال ڈپٹی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر (DHQ Health Officer) رہے۔ 25 سال سرکاری سروس مکمل ہونے پر ریٹائر منٹ حاصل کی۔

وقف سے قبل ڈاکٹر صاحب کو بطور سیکرٹری امور خارجہ مقامی وضلع خدمت کی توفیق ملی۔ علاقہ میں باثر طبقہ سے اچھے اور قریبی روابط تھے اور ان کی رائے کو ان حلقوں میں خصوصی اہمیت دی جاتی تھی۔

مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب کی شہادت کے بعد مکرم ڈاکٹر صاحب نے المہدی ہسپتال مٹھی میں ایک سال تک وقفِ عارضی کی توفیق پائی۔ اس طرح آپ کو اس ہسپتال میں وقفِ عارضی کرنے والے پہلے ڈاکٹر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی تحریک میں حصہ لیتے ہوئے 30 مئی 2013ء کو وقف کیا۔ آپ 14 اگست 2015ء کو مع فیملی روانہ ہوئے اور 16 اگست 2015ء کو منرویا لائبیریا پہنچے۔ آپ کی محنت اور دعاؤں سے ہسپتال کی تعمیر و ترقی اور رجسٹریشن کے مراحل جلد طے ہوئے اور ہسپتال کا باقاعدہ افتتاح 16 جنوری 2016ء کو ہوا۔

آپ نے آغاز سے ہی محنت اور ہمت سے کام سنبھالا۔ آپ اکثر کہتے تھے کہ ''ہم سنا کرتے تھے کہ شفاء آسمانوں سے نازل ہوتی ہے۔ اب وقف کی برکات کی وجہ سے ہم روز اس کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔''

مکرم ڈاکٹر صاحب کو دوران خدمت 19 ستمبر 2018ء کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ بعد ازاں آپ کو آئیوری کوسٹ لے جایا گیا اور 22 ستمبر 2018ء کو آپ وفات پا گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب ایک بار بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں دعا کی غرض سے گئے اور اس خدشہ کا اظہار کیا کہ ہماری باری آنے تک یہ مقبرہ بھر چکا ہوگا اور ہم یہاں دفن ہونے سے محروم ہوجائیں گے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کی حسرت بھری اس خواہش کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور انہیں اس مقبرہ میں دفن ہونے کا موقع مل گیا۔

آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔ مرحوم نے نہ صرف خود وقف کیا بلکہ اس کی روح اپنے بیوی بچوں میں بھی پیدا کی۔ اسی وجہ سے ان کے ساتھ ان کی اہلیہ محترمہ شیریں صاحبہ کو بھی اسی ہسپتال میں کام کی توفیق ملی جو میٹرنٹی وارڈ کی انچارج کے طور پر کام کرتی رہیں نیز کچھ عرصہ بیٹے مکرم ریحان احمد صاحب کو بھی رضا کارانہ طور پر ہسپتال میں انتظامی خدمات بجالانے کی توفیق نصیب ہوئی۔

بعض دفعہ ان کے ہسپتال میں ایسے مریض بھی لائے گئے جنہیں بڑے اور اچھے اچھے ہسپتال جواب دے چکے ہوتے تھے۔ ایسے مواقع پر بعض دفعہ ان کا سٹاف مکرم ڈاکٹر صاحب کو یہ مریض کسی دوسرے ہسپتال میں ریفر کرنے کا مشورہ دیتا۔ مگر موصوف کہتے کہ مریض یہاں آیا ہے تو اس میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی۔ ایسے مریضوں کے لئے خاص دعا کرتے اور ایلوپیتھک علاج کے ساتھ ساتھ ہومیو پیتھک کا طریقہ علاج بھی استعمال میں لاتے اور حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دعا کے لئے لکھتے۔

ایک دفعہ ایک ایسے ہی مریض کو ان کے ہسپتال میں لایا گیا جسے اس کے لواحقین بھی ہسپتال میں چھوڑ کر غائب ہو گئے باقی ہسپتالوں کی نسبت یہاں فرق صرف دعا کا تھا جس میں انہوں نے کمی نہ آنے دی اور معجزانہ شفاء کا ظہور ہوا۔

تین سال کے مختصر عرصہ میں مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنی محنت، مہمان نوازی، اخلاص، ہمدردی کی وجہ سے نہایت اچھی شہرت پائی اور ان کی وفات پر مقامی لوگ بھی غمگین اور افسردہ تھے۔

لائبیریا سے فون پر مکرم منصور احمد ناصر صاحب پرنسپل شاہ تاج سکول کہتے ہیں کہ ان کے مریض دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہیں اور ان کے محبت و شفقت کے قصے سنا رہے ہیں۔ ہسپتال میں خدمت کے علاوہ مکرم ڈاکٹر صاحب اتوار کے روز وفد لے کر تبلیغ کے لئے نکل جاتے تھے اور دن بھر یہ کام کرتے۔ مرحوم اکثر کہا کرتے تھے کہ زندگی کا مزہ تو اب وقف میں آیا ہے۔ پہلی زندگی تو گویا دنیاداری میں ہی ضائع کر دی۔ طبیعت میں حد درجہ عاجزی اور انکساری تھی۔ دعاؤں پر بہت بھروسہ تھا اور بظاہر لاعلاج مریض بھی قبول کر لیتے تھے جو شفایاب ہو کر جاتے۔

مکرم ڈاکٹر طاہر احمد مرزا صاحب

آپ مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کے ہاں 21 اگست 1970ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق چک جال تحصیل وضلع جہلم سے تھا۔

ابتدائی تعلیم ایف جی سکول جہلم سے اور ایف ایس سی گورنمنٹ ڈگری کالج راولپنڈی سے حاصل کی۔ آپ نے ڈپلومہ آف ایم ڈی میڈیکل یونیورسٹی بیلا روس سے کیا۔ آپ 6 اگست 2006ء کو لائبیریا پہنچ گئے اور بڑی جانفشانی اور ذاتی لگن سے 25جون 2007ء ٹب مین برگ کے احمدیہ ہسپتال کا آغاز کیا اور اس کے بانی ڈاکٹر ہونے کا اعزاز پایا۔ اپنے ذاتی حالات کی وجہ سے 11فروری 2010ء کو لائبیریا میں 4 سال گزار کر واپس پاکستان تشریف لے آئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے وقف کا بقیہ ایک سال طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں پورا کیا۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کی خدمات کے اعتراف میں ویسٹ افریقن میڈیا نیٹ ورک نے انہیں Outstanding Medical Doctor of the year 2009 کا سرٹیفکیٹ دیا۔ لائبیریا کے عوام اور سوسائٹی میں حفظان صحت کے اصولوں کی ترویج اور دن رات ہسپتال میں حاضر رہ کر طبی امداد مہیا کرنے کو خوب سراہا گیا۔

لائبیریا کے ایک معروف اخبار ''Africa Watch'' کے شمارہ 16 اپریل 2010ء کی اشاعت میں مکرم ڈاکٹر صاحب کی تصویر کے ساتھ نہایت اچھے الفاظ میں جماعت احمدیہ کی طبی اور تعلیمی میدان میں خدمات کا اعتراف کیا۔

2012ء میں دورانِ خدمت ہی پیٹ کی غدودوں کا کینسر تشخیص ہوا۔ ایک عرصہ زیرِ علاج رہے اور 2016ء میں 45 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

موصوف احمدیہ کلینک ٹب مین برگ کے بانی ڈاکٹر تھے۔ مشکل حالات میں بھی صبر اور ہمت سے وقت گزارا۔ آپ سادہ طبیعت کے مالک، ہر وقت مسکرانے والے، اطاعت گزار، نیک کاموں میں تعاون کرنے والے، انتہائی شفیق، دعا گو اور انسانیت کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے تھے۔ انکی اہلیہ محترمہ شائلہ طاہر صاحبہ نے بھی مشکل حالات میں انکا ساتھ دیا اور شانہ بشانہ خدمت بجالاتی رہیں۔

اللہ تعالیٰ میدان عمل میں مصروف ہمارے تمام مخلصین کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور مرحومین کی نسل کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ترجمہ و تلخیص ایم ظفر

Skyscrapers
فلک بوس عمارتیں

وقت کے ساتھ بتدریج بڑی اور اونچی عمارتیں بنانے میں مقابلہ بڑھتا جارہا ہے۔حضرت انسان بہتر ہوتی ٹیکنالوجی کی بدولت پہلے سے بہتر اور اونچی عمارتیں بنانے پر قادر ہو چکا ہے۔اس وقت جب آپ یہ تحریر پڑھ رہے ہیں،تین ایسی عمارتیں زیر تعمیر ہیں جو مکمل ہونے پر ایک کلومیٹر سے بھی زیادہ اونچی ہوں گی اور متعدد ریکارڈ اپنے نام کریں گی۔

ذیل میں ہم موجودہ اور مستقبل میں بننے والی 16 بلند ترین عمارتوں کی درجہ بندی کریں گے۔

16: شنگھائی ورلڈ فائنانس سینٹر

جب 2007ء میں جس وقت یہ عمارت مکمل ہوئی اس وقت یہ دنیا کی بارہویں بلند ترین عمارت تھی۔ یہ عمارت 474 میٹر بلند ہے اور اس کی 101 منزلیں ہیں جن میں سے تین زیر زمین ہیں۔اس میں شاپنگ مال، ریسٹورنٹ، پارک ہائٹ شنگھائی ہوٹل اور دفاتر موجود ہیں۔ اس کے ساتھ اس میں کئی کمپنیوں کے ہیڈ کوارٹرز ہیں نیز گوگل شنگھائی آفس بھی اسی عمارت میں ہے۔

15: تائی پے ایک سو ایک Taipei 101

2004ء میں جب یہ عمارت بن کر مکمل ہوئی تب اس کے پاس کئی ریکارڈ موجود تھے۔اس وقت اس کا شمار دنیا کی بلند ترین عمارت میں ہوتا تھا۔اس کی لفٹ کا نظام دنیا کا تیز ترین لفٹ سسٹم تھا جس کی رفتار ساٹھ کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔گو کہ کئی ریکارڈ اب اس عمارت کے پاس نہیں لیکن ابھی بھی یہ دیدہ زیب عمارت شہر کے ماتھے کا جھومر مانی جاتی ہے۔509 میٹر بلند یہ عمارت اپنی نوعیت کی پہلی عمارت تھی جس کی بلندی نصف کلومیٹر سے زیادہ تھی۔اس کی تعمیر میں استعمال کیے گئے میٹیریل اور توانائی کی بچت کے ایسے طریقے اپنائے گئے ہیں جن کی بدولت اس عمارت کو دنیا کی بلند ترین Green Bulding ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

14: چائنا زن

سینٹرل بزنس ڈسٹرکٹ بیجنگ میں موجود یہ عمارت چائنا زن جو CITIC Tower کے طور پر بھی جانی جاتی ہے۔ 2018ء میں جب یہ بن کر مکمل ہوئی تو شہر کی سب سے بڑی عمارت کہلائی۔528 میٹر بلند اس عمارت کی ایک سو ایک منازل ہیں۔ اس میں دفاتر، ہوٹلز اور لگژری اپارٹمنٹ ہیں۔عمارت کے اوپر کھڑے ہو کر شہر کا نظارہ کرنے کے لیے جگہ مخصوص کی گئی ہے۔

13: تیانجن سی ٹی ایف فائنانس سینٹر

تیانجن میں موجود یہ عمارت 2019ء میں مکمل ہوئی۔اس کی تعمیر میں چھ سال لگے۔اس کی بلندی 530 میٹر ہے۔یہ سو منازل سے کم منازل پر مشتمل دنیا کی بلند ترین عمارت ہے۔اس کی ظاہری بناوٹ ایک راکٹ کی طرح ہے جس کی وجہ سے دن کے وقت سورج کی روشنی اس عمارت سے ٹکرا کر مختلف رنگوں میں منعکس ہوتی ہے اور رات کے وقت اس کی بالائی منازل کسی ہیرے کی طرح چمکتی ہیں۔اس میں 365 ہوٹل روم اور 266 رہائشی اپارٹمنٹ ہیں۔

12: گوانگ زہاؤ سی ٹی ایف فائنانس سینٹر

گوانگ زہاؤ چائنا میں موجود اس عمارت کو ایسٹ ٹارو کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔یہ عمارت 2016ء مکمل ہوئی۔اس کی اونچائی 530 میٹر ہے۔یہ شہر کی بلند ترین اور چین کی تیسری بلند ترین عمارت ہے۔اس کی 111 منازل ہیں۔اس عمارت کو در کار بہت زیادہ توانائی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے energy efficient بنایا گیا ہے۔اس مقصد کے لیے اس کی چھت پر سولر پینل نصب کیے گئے ہیں۔

11: ون ورلڈ ٹریڈ سینٹر

اس وقت یہ امریکہ میں بلند ترین عمارت ہے جس کی اونچائی 541 میٹر ہے۔یہ عمارت 2014ء میں مکمل ہوئی۔اس کی 104 منازل ہیں۔یہ عمارت اخراجات کے لحاظ سے دنیا کی مہنگی ترین عمارت ہے۔اس پر 3.9 بلین ڈالر کی خطیر رقم خرچ ہوئی۔اس کے مقابل دنیا کی موجودہ بلند ترین عمارت برج خلیفہ پر 1.5 بلین ڈالر خرچ ہوئے تھے۔

10: لاٹ ورلڈ ٹاور

556 میٹر بلند یہ عمارت جنوبی کوریا کی بلند ترین عمارت ہے۔ 2017 میں مکمل ہوئی۔اس کی تعمیر میں چھ سال لگے۔اس کی عمارت 123 منازل ہیں۔اس میں دفاتر، ہوٹل اور رہائشی اپارٹمنٹ ہیں۔چھ منازل سیاحوں کے لیے مخصوص ہیں جہاں سے شہر کا نظارہ کیا جاتا ہے۔اس میں متعدد ریسٹورنٹ اور بار ہیں۔

09: پنگان فائنانس سینٹر

یہ چین کے شہر شنزن میں واقع ہے۔599 میٹر بلند یہ عمارت چین کی دوسری بلند ترین عمارت ہے۔2017ء میں جب یہ عمارت مکمل ہوئی تو اس نے بلند ترین observation deck ہونے کا اعزاز حاصل کیا جو کہ 562 میٹر بلند ہے۔یہ اوپر بیان کی گئی تمام طویل ترین عمارات کے observation deck سے زیادہ اونچائی پر ہے۔اس کی تعمیر پر 1.5 بلین ڈالر خرچ ہوئے۔

8: ابراج البیت ٹاور

اس عمارت کی تعمیر پر پندرہ بلین ڈالر خرچ ہوئے۔یہ سات باہمی منسلک عمارتوں کے امتزاج سے بنائی گئی دیدہ زیب عمارت سعودی عرب کے شہر مکہ میں خانہ کعبہ کے سامنے واقع ہے۔اس کی مین بلڈنگ مکہ رائل کلاک ٹاور کہلاتی ہے۔اس کی بلندی 601 میٹر ہے۔اس عمارت پر نصب کلاک دنیا کا سب سے بڑا اور بلند ترین کلاک ٹاور بھی ہے۔یہ اتنا دیو قامت ہے کہ پچیس

کلومیٹر دور سے اسے دیکھا جا سکتا ہے۔اس پر اکیس ہزار سفید اور سبز لائٹس نصب ہیں جو دن میں پانچ بار نمازوں کے اوقات پر جگمگاتی ہیں۔

07: شنگھائی ٹاور

مین لینڈ چائنا میں یہ سب سے بڑی عمارت ہے جس کی بلندی 632میٹر ہے۔یہ 9سلینڈروں کا مجموعہ ہے جو ایک دوسرے کے اوپر رکھے گئے ہیں جس کے گردمڑے ہوئے شیشے نصب ہیں۔یہ عمارت نو بڑے اندرونی حصوں پر مشتمل ہے جس میں دفاتر شاپنگ مالز اور ریسٹورنٹ ہیں۔

06: مرڈیکا 118

یہ عمارت اسی سال مکمل ہوگی۔ اس کی بلندی 644 میٹر ہوگی۔یہ عمارت کوالالپور ملائیشیا میں ہے۔مکمل ہونے پر یہ ملائیشیا کی سب سے اونچی اور دنیا کی دوسری بلند ترین عمارت ہوگی۔اس کی 118 منزلیں ہوں گی۔اس میں سے ایک سو منازل رہائشی، دفاتر اور ہوٹلز کے لیے مخصوص ہوں گی جبکہ اٹھارہ منازل اس عمارت کا کنٹرول چلانے کے لیے مشینری وغیرہ کے لیے ہوں گی۔

05: شاوشن زن ہانگ کانگ انٹرنیشنل سینٹر

اس عمارت کی تعمیر 2019ءمیں شروع ہوئی۔یہ شنزن چائنامیں ہے اور 2024 میں تکمیل کو پہنچے گی۔جب یہ مکمل ہوگی تو اس کی بلندی 700میٹر ہوگی۔اس پر اندازاً آٹھ بلین ڈالرخرچ ہوں گے۔اس کی 148 منزلیں ہوں گی۔مکمل ہونے کے بعد یہ چائنا کی بلند ترین عمارت ہونے کا اعزاز حاصل کر لے گی۔

04: دبئی ون ٹاور

اس عمارت کی تعمیر 2016 میں شروع ہوئی اور 2027 میں تکمیل کو پہنچے گی۔مکمل ہونے پر یہ دنیا کی بلند ترین رہائشی عمارت ہونے کا اعزاز حاصل کر لے گی۔اس کی متوقع اونچائی 711 میٹر ہوگی۔اس کی 161 منازل ہوں گی۔جن میں سے 885 رہائشی اپارٹمنٹ اور 350 روم ہوٹل ہوں گے۔

03: برج خلیفہ

بلند عمارتوں کا تذکرہ ہوتے ہی پہلا نام ذہن میں برج خلیفہ کا آتا ہے۔اپنی دیدہ زیب بناوٹ اور بلندی کی بدولت برج خلیفہ کو دیگر تمام فلک بوس عمارتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

یہ اس وقت دنیا کی بلند ترین عمارت ہے۔یہ عمارت 2010 میں مکمل ہوئی۔اس کی کل اونچائی 829.8 میٹر ہے۔یعنی نصف میل سے تھوڑی زیادہ۔اس عمارت کی تعمیر پر 1.5 بلین ڈالر خرچ ہوئے تھے۔اس میں 154 منزلیں ہیں۔جن میں 9 منزلیں عمارت کا نظام ونسق سنبھالنے کے لیے مخصوص ہیں۔اس عمارت کے پاس 15 مختلف ورلڈ ریکارڈ موجود ہیں جن میں بلند ترین نائٹ کلب،بلند ترین ریزوٹ اور بلند ترین نئے سال کے لیے آتش بازی کے مظاہرہ کے لیے نصب آلات وغیرہ شامل ہیں۔

02: جدہ ٹاور

سعودی عرب میں زیر تعمیر اس عمارت کی تکمیل کے لیے بڑا عرصہ درکار ہے اور اسے اپنی تکمیل کی راہ میں کئی قانونی مشکلات کا سامنا ہے۔جب یہ عمارت بن کرمکمل ہوگی تو دنیا کی پہلی عمارت بن جائے گی جس کی اونچائی ایک کلومیٹر سے بھی زیادہ ہوگی۔اس کی متوقع اونچائی ایک ہزار میٹر ہوگی۔اگر یہ ہدف حاصل کرلیا گیا تو ایسے ہی ہے جیسے دوسرے نمبر پر مذکور عمارت تائی پے جیسی دو عمارتیں ایک دوسرے کے اوپر رکھ دی جائیں۔تائی پے وہ عمارت ہے جس کا شمار 2009 میں دنیا کی بلند ترین عمارت میں ہوتا تھا۔

01: برج مبارک الکبیر

برج مبارک مستقبل کے لیے پلان کی گئی دنیا کی بلند ترین عمارت ہے۔اس کی تعمیر 2023ءمیں شروع ہوگی۔اور 2030ءمیں تکمیل کو پہنچے گی۔اس کی بلندی 1001 میٹر ہوگی۔اس کی 234 منزلیں ہوں گی۔اس میں triple decker برق رفتار lift نصب کی جائیں گی۔یہ عمارت تین interlocking ٹاور پر مشتمل ہوگی جو 45 ڈگری زاویہ تک گھوم سکیں گے جس کی وجہ سے یہ عمارت متوازن رہے گی۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح بالید)

ترجمہ:اے اللہ! ہم تجھ سے اس خیر کے طالب ہیں جس خیر کے طالب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہم ہر اس شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے پناہ طلب کی تھی اور اصل مددگار تو ہی ہے اور تجھ ہی سے ہم دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ تو ہم نیکی کرنے کی طاقت پاتے ہیں اور نہ ہی شیطان کے حملوں سے بچنے کی قوت۔

یہ سید ومولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی طلبِ خیر کی بہت جامع دعا ہے۔

پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کثرت سے دعائیں کیں کہ ہم کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہا۔ چنانچہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں مگر ہمیں تو ان دعاؤں میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسی دُعا نہ بتادوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہے۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ یہ دعا (مندرجہ بالا) کیا کرو۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 520)

مرسلہ:مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: ظفر رشید مربی سلسلہ مسجد بشارت قرطبہ، سپین

رپورٹ انگلش کلاسز اکتوبر تا دسمبر 2020ء۔ سپین

معاشرے میں رواداری کی مثال قائم کرنا اور معاشرے میں مثبت تعمیری کردار ادا کرنا ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ ایسا ہی موقع گزشتہ دنوں جماعت احمدیہ سپین کو میسر آیا۔

مقامی میئر سے ایک ملاقات کے دوران مکرم امیر صاحب اور نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ نے تعلیم بالغان کے سلسلہ میں انگلش کلاسز کے انعقاد کے لئے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

چنانچہ ان کلاسز کے لئے مکرم نیشنل سیکرٹری تبلیغ صاحب، مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سپین، پیدروآباد کی میئر اور رواداری اور مساوات کی مشیر نے معاملات طے کئے۔ کلاس کا طریق کار، کورس اور کلاسز کا دورانیہ وغیرہ طے کیا گیا۔

ان کلاسز کے حوالے سے طے پایا کہ کلاس مسجد بشارت کے احاطہ میں موجود کانفرنس ہال میں منعقد ہوا کرے گی۔ ہفتہ میں دو دن اور دو گھنٹہ کی کلاس ہوا کرے گی۔ ایک دن ٹیچرز آن لائن پڑھائیں گے جبکہ ایک دن بالمشافہ پڑھایا جائے گا۔

اس کلاس کے لئے حالات کے حوالے سے طے پایا کہ 15 سے زیادہ لوگوں کو ایک وقت میں شامل نہ کیا جائے۔ جبکہ کلاس کے لئے 17 سے زائد لوگوں نے رجسٹر کیا۔ لیکن بعد ازاں بعض اپنے کام یا دیگر مصروفیات کے باعث کلاس جاری نہ رکھ سکے۔ اور آخر کار صرف 11 افراد ہی باقاعدہ کلاس میں شامل ہوئے اور امتحان دینے کے اہل قرار پائے۔ ان میں سے بھی ایک اپنی مجبوری کی بناء پر امتحان میں شامل نہیں ہو سکے۔

ان کلاسز کے لئے درج ذیل احباب وخواتین کو تدریس کے فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

مکرمہ طاہرہ الٰہی شمیم صاحبہ ٹیچر (کوآرڈینیٹر کلاس)
مکرم عبد السلام چارلس صاحب ٹیچر
مکرم طارق عطاء المنعم ٹیچر (نگران لاجسٹکس)
مکرم ظفر رشید صاحب ٹیچر

پہلی کلاس 6 اکتوبر 2020ء بروز منگل منعقد ہوئی۔ جبکہ آخری کلاس 10 دسمبر 2020ء بروز جمعرات منعقد ہوئی۔ مؤرخہ 15 دسمبر 2020ء بروز منگل امتحان لیا گیا اور 17 اکتوبر کو تقریب تقسیم اسناد منعقد ہوئی۔

کلاس کے آغاز سے قبل ایک مختصر تقریب منعقد ہوئی جس میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف، اور یہاں کے باشندوں کے لئے جماعت کی ہر طرح کی خدمت اور تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔ میئر کی طرف سے نمائندہ اور مشیر رواداری و مساوات نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ریفریشمنٹ پیش کی گئی اور پھر کلاس کا آغاز ہوا۔

مکرم عبد السلام چارلس صاحب ایک ایکسیڈنٹ کی وجہ سے زخمی ہوجانے کے باعث کلاسز کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ لہٰذا ان کی جگہ آن لائن کلاسز مکرمہ طاہرہ الٰہی شمیم صاحبہ نے ہی لیں۔

اس کورس میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایلیمنٹری کورس کی کتاب، ورک بُک اور دیگر مواد سے مدد لی گئی۔ چونکہ کلاس کا دورانیہ ہفتہ میں صرف دو دن اور دو گھنٹے کے لئے تھا۔ نیز طلباء کی اکثریت بڑی عمر کے افراد پر مشتمل تھی جنہیں انگلش زبان سے بہت کم آشنائی تھی یا بالکل نہیں تھی۔ اس وجہ سے کلاس کی رفتار کافی سست رہی اور اس تین ماہ کے عرصہ میں قریباً نصف کتاب ہی پڑھائی جاسکی۔ لیکن طلباء نے باوجود مشکل کے محنت کی، چنانچہ دس طلباء جو امتحان میں شامل ہوئے ان میں سے 8 امتحان میں پاس ہوئے۔

کلاس میں وقفہ کے دوران طلباء کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا جاتا رہا۔

کلاس سے قبل اور کلاس کے دوران ایک مرتبہ تمام ٹیچرز کی میٹنگ ہوئی جس میں کلاس کے متعلقہ معاملات اور طلباء کے مسائل پر بات چیت ہوئی۔ نیز ہر ہفتہ کا ٹیچنگ پلان ای میل کے ذریعہ سب ٹیچرز کو بھجوایا جاتا رہا اور فالو اَپ کیا جاتا رہا۔

کلاس کے اختتام پر جیسا کہ ذکر ہوا تقریب تقسیم اسناد منعقد کی گئی۔ اس تقریب میں پیدروآباد کی میئر، مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سپین اور مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ (آن لائن) شامل ہوئے۔ تقریب سے قبل ناشتہ کا انتظام تھا۔ اس کے بعد باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور اس امر کا اعادہ کیا کہ جماعت ہمیشہ ہر رنگ میں معاشرے کی ترقی میں اپنا مثبت کردار ادا کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ انہوں نے میئر کا شکریہ بھی ادا کیا اور کہا کہ آئندہ بھی میئر کے تعاون سے ایسے پروگراموں کا انعقاد جاری رہے گا۔ عربی کیلیگرافی، عرب زبان وغیرہ کے حوالے سے بھی اگر آپ لوگ شوق رکھتے ہیں تو ان کی کلاسز بھی شروع کی جاسکتی ہیں۔

میئر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک عرصہ سے اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ انگلش زبان کے حوالے سے ٹاؤن ہال کوئی پروگرام یا کلاس وغیرہ منعقد کرے۔ لیکن بعض وجوہات کی بناء پر یہ التواء میں جارہا تھا۔ پھر انہوں نے امیر صاحب کی تجویز اور فراخدلانہ پیش کش کا ذکر کیا کہ مسجد کے احاطہ میں اس کانفرنس ہال میں جہاں اس وقت بھی ہم موجود ہیں کلاسز کا آغاز کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب سے یہ مسجد یہاں بنی ہے، ہر موقع پر جماعت اور جماعت کے افراد نے ہمیشہ ہی تعاون کیا ہے اور ہمیشہ ہی یہاں آکر اپنائیت کا احساس ہوتا ہے۔ انہوں نے مکرم امیر صاحب کے حوالے سے کہا کہ رزاق صاحب نے بھی ہمیشہ ہی ہمیں تعاون کا یقین دلایا ہے اور اس بات کی حوصلہ افزائی کی ہے کہ جب بھی گاؤں کے باسی یہاں آنا چاہیں یہاں آسکتے ہیں اور ہم ہمیشہ ہی ہر ممکن تعاون کرتے رہیں گے۔

مکرم امیر صاحب نے بات کا آغاز میئر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کیا اور کہا کہ یہ مسجد ہے ہی آپ لوگوں کے لئے۔ اس کلاس کے علاوہ بھی جب بھی آپ چاہیں، انگلش کے حوالے سے یا اور بھی کسی حوالے سے کوئی رہنمائی چاہیئے ہو، یا مسجد وزٹ کرنا چاہتے ہوں تو آپ کسی بھی وقت یہاں آسکتے ہیں۔ ہم اور یہ مسجد ہمیشہ آپ لوگوں کے لئے یہاں موجود ہیں۔ یہاں لائبریری بھی ہے۔ آپ لوگ جب چاہیں یہاں آسکتے ہیں۔ آپ آئیں، اپنی فیملی کے ساتھ آئیں۔ ہم ہمیشہ اس حوالے سے کوشش کرتے رہیں گے کہ ہم گاؤں اور اس کے لوگوں کی خدمت کرسکیں۔ ہم یہاں انسانیت کی خدمت کے لئے ہیں۔ انسانیت سب سے پہلے ہے، باقی چیزیں اس کے بعد آتی ہیں۔

مشیر رواداری اور مساوات نے کہا کہ یہ کلاس اور مسجد کے احاطہ میں اس کا انعقاد ایک نیا اور خوشگوار تجربہ تھا۔ تمام لوگ ہی بہت تعاون کرنے والے اور بہت محبت سے پیش آنے والے تھے۔ اس سے بہت حوصلہ افزائی ہوئی۔ نیز کہا کہ بہت سے طلباء ابھی سے یہ جاننا چاہتے ہیں اور شوق رکھتے ہیں کہ کب اگلا کورس یا اسی کلاس کا تسلسل شروع ہوگا۔ اور کب وہ دوبارہ کلاس میں شامل ہوسکیں گے۔

ایک طالبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مسجد کو باہر سے کافی دفعہ دیکھا ہوا تھا۔ گاؤں میں رہنے کے باوجود کبھی ایسا خیال نہیں آیا کہ اندر جایا جائے یا دیکھا جائے۔ لیکن اس کلاس کی بدولت نہ صرف انگلش سیکھنے کا موقع ملا بلکہ مسجد دیکھنے اور آپ لوگوں سے ملنے کا بھی موقع ملا اور یہ میرے لئے بہت یادگار ہے۔ میرے بہت سے جاننے والے جن کو اس کلاس کے بارے میں اب پتہ چلا ہے، اظہار افسوس کر رہے ہیں کہ وہ اس اچھے موقع سے فائدہ نہیں اٹھا سکے۔

اسی طرح ایک اور طالبہ نے کہا کہ گو آخری کچھ کلاسوں میں وہ شامل نہیں ہو سکیں مگر یہاں آنا اور کلاس میں شامل ہونا ایک بہت اچھا تجربہ تھا۔ مجھے بہت اشتیاق ہے کہ دوبارہ کلاسیں ہوں اور میں ان میں شامل ہوسکوں۔ نیز کہا کہ گو کہ مسجد ایک لمبے عرصے سے موجود ہے، مگر خیال تھا کہ یہ شاید بس ان لوگوں (مسلمانوں) کی ہے اور صرف ان کے لئے ہی ہے۔ مگر یہاں آنا، اس کلاس میں شامل ہونا اور مسجد کے افراد سے ملنا بہت اچھا لگا۔

ایک طالب علم نے کہا کہ جس طرح یہاں پڑھایا گیا محبت اور پیار کے ساتھ اور جس رفتار سے کلاسز کو چلایا گیا وہ بہت زیادہ مددگار ثابت ہوا اور ہمیں سیکھنے کا حوصلہ پیدا ہوتا گیا۔ جس طرح یہاں اساتذہ نے پڑھایا ہے، اس طرح شاید کسی اور جگہ نہیں پڑھ سکتے تھے۔

ٹاؤن ہال کی رواداری اور مساوات کی مشیر نے پیدروآباد کی میئر اور مکرم امیر صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ ان کے تعاون سے یہ موقع لوگوں کو ملا زبان سیکھنے کا، اور امید ہے کہ آئندہ بھی ایسے مواقع پیدا ہوتے رہیں گے۔

مکرم امیر صاحب نے اس کے بعد طلباء میں اسناد تقسیم کیں۔ اسناد تین کیٹیگریز میں تقسیم کی گئیں۔ وہ افراد جنہوں نے رجسٹریشن کرائی تھی مگر کلاس میں شامل نہیں ہوئے۔ دوسرے وہ جنہوں نے کلاسز لیں، مگر پاس نہیں ہو سکے، یا جتنی حاضری کلاس کے لئے ضروری تھی وہ پوری نہیں کر سکے۔ تیسرے وہ جنہوں نے کلاسز کے ساتھ ساتھ امتحان بھی پاس کیا۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے کہا کہ ان شاء اللہ آئندہ بھی ایسے پروگرامز ٹاؤن ہال اور میئر کے تعاون سے جاری رہیں گے، آپ لوگ بھی اس حوالے سے تجاویز دے سکتے ہیں اگر انگلش کے علاوہ بھی کورس کرنا چاہتے ہوں۔ سب سے ضروری یہ ہے کہ آپ لوگ اب جو سیکھا ہے اس کی پریکٹس کرتے رہیں۔ ریڈیو سنیں، پروگرام سنیں۔ اس کے ساتھ ہی اگر آپ کو کسی بھی مدد کی ضرورت ہو تو آپ کسی بھی وقت مسجد آسکتے ہیں۔ آپ کا، میئر صاحبہ کا، اساتذہ کا، اور دیگر مدد کرنے والوں کا سب کا شکریہ۔

آخر پر جماعت کے تعارف کی ویڈیو بھی سب کو دکھائی گئی۔ جس کے بعد ریفریشمنٹ پیش کی گئی جس کا انتظام ٹاؤن ہال کی طرف سے کیا گیا تھا۔

طلوع وغروب آفتاب

23فروری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:29	18:22
مدینہ منورہ	05:31	18:21
قادیان	05:41	18:22
ربوہ	05:21	18:02
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:30	17:33